حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مشہور تصنیف

انفاس العارفین

مترجم

علامہ حکیم محمد اصغر اطہر فاروقی

نوری بک ڈپو داتا دربار ○ لاہور

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

انفاس العارفین

نوری بک ڈپو لاہور

انفاس العارفین

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

تقدیم
راجہ رشید محمود ایم اے ماہر مضمون اردو
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

ترتیب و ترجمہ
حضرت علامہ حکیم محمد اصغر اطہر فاروقی مدظلہ العالی

نوری بک ڈپو۔ لاہور

ناشر و تاجر
نوری بک ڈپو لاہور
آر-آر پرنٹرز لاہور

مرکزی دفتر: معصوم منزل، اسلام گنج۔ لاہور
مرکز فروخت: بازار داتا صاحب۔ لاہور

حضرت الٰہی کی دلکشا ہوا دکھائی دی۔ اپنی علو ہمتی کی وجہ سے ارادہ کیا کہ اس عالم میں بھی پرواز کریں۔ اسی وقت پاکیزہ خطاب پہنچ گیا۔ "قف یا محمد" یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم عالم امر کے آخری نقطہ پر ٹھہر جایئے کیونکہ یہ عبودیت کی حد ہے جس کے ساتھ مشاہدہ ربوبیت ہے فان اللّٰہ یصلی۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ آپ کے ذریعہ عالمین پر نبوت و رسالت کا فیضان کرے اسلئے ضروری ہے کہ رسول اسی برزخ میں ٹھہرے تاکہ حضرت الٰہیہ سے معارف و احکام کا استفادہ کر کے عالم خلق و امر پران معارف کو بہائے اور فیضان کرے اور آپ کا میری حسب منشا قیام کرنا میری رحمت کو آپ پر زیادہ کھینچ لانے والا ہے۔ اس قیام سے جو آپ کی اپنی منشا کے مطابق ہو سہ

اریدہ وصاله ویرید ہجری	فاترك ما ارید لما یرید

فانی فی الوصول عبید نفسی	وفی الہجران مولی للموالی

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علو ہمت کے زیادہ مناسب یہ ہے کہ عالم الٰہی کی فضا میں پرواز کے بعد اس برزخ میں بعبارۃ الاکرام سے خطاب کیا ہو اور بعض دوسرے وجوہ از کار معانی بھی جو بعض متاخر صوفیاء کے متقلدین کے ذوق کے مطابق لکھے گئے ہیں۔

جب وہ بلند پرواز کے بعد اس برزخ و صفات الٰہیہ کی فضا سے گزر کر مقصورہ برزخیہ کبریٰ جو مراتب تعینات میں سے پہلا اور حقیقت محمدیہ کے نام سے موسوم ہے، پر جا کر دم لیا اس نے ارادہ کیا کہ حقیقت ذات مجردہ کے عالم میں پرواز کرے خطاب پہنچا۔ "قف یا محمد" یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اس برزخیہ کبریٰ پر ٹھہر جایئے جو کہ عارفین کے مقامات کی انتہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صلوٰہ پڑھتا ہے۔ یعنی اس بلند مرتبہ اور مقام قربت پر فائز اپنے کامل بندوں پر وہ رحمت فرما رہا ہے یا ٹھہرنے کا حکم دے کر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے کیونکہ ما وراء کی طلب کا شوق۔ وقت ضائع کرتا ہے اور ایسی چیز کو طلب کرنا ہے جس کا حاصل ہونا ممکن نہیں۔ یا یہ معنی ہے کہ وہ اپنی ذات کی حمد کر رہا ہے یعنی اپنے کمالات ذاتیہ کی ثنا کہتا ہے۔ اس کی طرف متوجہ عالمین سے بے نیاز ہے۔ اس کی حریم ذات اور اس کی عزت و جلال کی طرف کوشش کی کوئی گنجائش نہیں

تعالی العشق عن ھمم الرجال	ومن وصف التفرق والوصال

متی ماجل شیٔ عن خیال	یجل عن الاحاطۃ والمثال

کثرت کی ذات میں کوئی گنجائش نہیں۔ حضرت احدیت میں رسائی احدیت کے طریق کے سوا ممکن نہیں اور اس سے مراد صراط مستقیم کی عینیہ کی وحدیت میں کثرت اعیانیہ کا ختم کرنا ہے جو کہ تمام انبیاء و رسل اور اولیاء کاملین کا راستہ ہے اور نمازی اپنی نماز کی فاتحہ میں اِھدِنا الصراط المستقیم سے یہی راستہ طلب کرتے ہیں۔ سید الطائفہ جنید قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ توحید ایک معنی ہے جس میں رسوم مضمحل ہو جاتے ہیں اور علوم اس میں مل جاتے ہیں اور اللہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا ازل میں تھا اور بندہ بھی ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ ہونے سے پہلے تھا:

؎ دیدہ در شو بحسن لم یزلی　　　کو ز غیرت بسوز معتزلی
چہرۂ آفتاب خود فاش است　　　بے نصیبی نصیب خفاش است

حضرت والا نے شیخ عبد الحفیظ کی طرف جو آپ کے خاص دوستوں میں سے تھا لکھا۔

"سمجھ لو کہ تم دریائے نور کے ایک نورانی بلبلہ ہو جو اکثر سرعت تمام گزر جاتا اور اس حباب سے منہ پھیر لیتا ہے تو خود کو اس نور کا دریا پاتا ہے۔ اور اس سمجھ کو دلی توجہ اور قصد کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھ کیونکہ قصد و توجہ حالات قلبی کو باقی رکھنے میں کامل اثر رکھتا ہے۔ جب قصد ٹوٹ جاتا اور غیر کے خطرہ کو راستہ مل جاتا ہے تو فوراً اس کے خیال کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ کہ تعرف الاشیاء باضدادھا۔ اور اس نور میں دل کی تنہا تاریک جگہ میں اسم ذات۔ اسم متکلم کے ساتھ حاضر ہو کر فی الغدو والآصال علی التوالی والاتصال کہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ اور تمام سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ اور دل کی کھڑکی کھل جاتی ہے اور تمام فرشتوں اور انبیاء کی ارواح کو عالم بیداری میں دیکھتا اور ان سے فوائد عظیمہ حاصل کرتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

؎ چشم دل چوں باز شد معشوق را در خویش دید　　　عین دریا گشت چوں بیدار شد چشم حباب

ایک بار شیخ عبد الحفیظ نے حدیث قدسی جو قصہ معراج میں آئی ہے۔ قف یا محمد فان اللہ یصلی کا معنی دریافت کیا۔ حضرت والا نے لکھا۔

"میری ناقص رائے میں آیا ہے کہ جب اس قاف معرفت کے سیمرغ نے عالم خلق و امر کی فضا میں پرواز کی تو عالم کون و مکان کی سرحد کے آخری نقطہ پر پہنچے تو عالم قدس

(ترجمہ) عشاق لوگوں کی ہمتوں اور وصال کے وصف سے بلند ہے جب کوئی شئی خیال سے بلند ہو جائے تو وہ احاطہ و مثال سے آزاد ہوتی ہے)

ایک مرتبہ شیخ عبد الحفیظ نے محققین کے قول "من شرط الولی ان یکون محفوظاً" اور اس میں جو جنید قدس سرہ سے سوال کیا گیا کہ "العارف یزنی یا ابا القاسم" کیا عارف سے زنا سرزد ہو سکتا ہے۔ تھوڑی دیر انہوں نے سوچا پھر سر اٹھایا اور کہا۔ وکان امر اللہ قدراً مقدوراً میں توفیق و تطبیق کی وجہ دریافت کی۔ تو حضرت والا نے اس کے جواب میں لکھا۔ دونوں اقوال صحیح اور معتبر اکابرین کے متفق علیہ ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے قول کا مخالف نہیں۔ کیونکہ ولایت کی تین اقسام ہیں۔ ولایت ایمانی۔ ولایت عرفانی اور ولایت احسانی۔ ولی بولایت ایمانی و عرفانی محفوظ نہیں ہوتا۔ اس سے عمداً گناہ کبیرہ بھی سرزد ہو سکتا ہے چہ جائیکہ صغیرہ۔ لیکن ولی بولایت احسانی گناہ کبیرہ سے مطلقاً اور گناہ صغیرہ کے عمداً ارتکاب سے محفوظ ہے۔

حضرت والا کے ایک خط سے منقول ہے۔

طریقہ قدسیہ رضائیہ کی بنیاد دس کلمات پر ہے (۱) تنزیہہ المقصود (۲) تفرید الہمۃ (۳) تجرید التوحید (۴) مطالعۃ الجمال فی الانفس و الآفاق والاطلاق (۵) فنا فی اللاہوت و (۶) بقا باللاہوت (۷) ذکر بالاجماع (۸) جمع بین الجہر والاخفاء (۹) الحذر مع الاصفیاء (۱۰) الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الابتداء والانتہاء۔

آپ کے بعض مسودات میں آپ کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر میں ہے۔ الباء متعلق عام متعلق ہے جو کہ وجود ہے اور اسم سے مراد صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ ذات کا ظاہر ہونا ہے اور لفظ اللہ واجب الوجود ذات کا علم ہے۔ جو کہ وجود منفسہ تمام صفات کمال کا جامع اور ہر قسم کے نقصان سے پاک ہے اور الرحمٰن الرحیم تفضل و احسان کے معنوں میں اس کی رحمت کے اسماء ہیں۔ پہلا اس فیض اقدس کے اعتبار سے ہے جس کے ذریعہ صور عظیمہ جو حقائق و ماہیات کے نام سے موسوم ہیں۔ اپنی استعدادات کے ساتھ حاصل ہوتی ہیں اور دوسرا اس فیض مقدس کے اعتبار سے ہے جس کے ذریعہ یہ ماہیات خارج میں اپنے